رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کرونگا دور اس ماہ سے اندھیرا	دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی — مہتمم محمد سلطان

فاروق

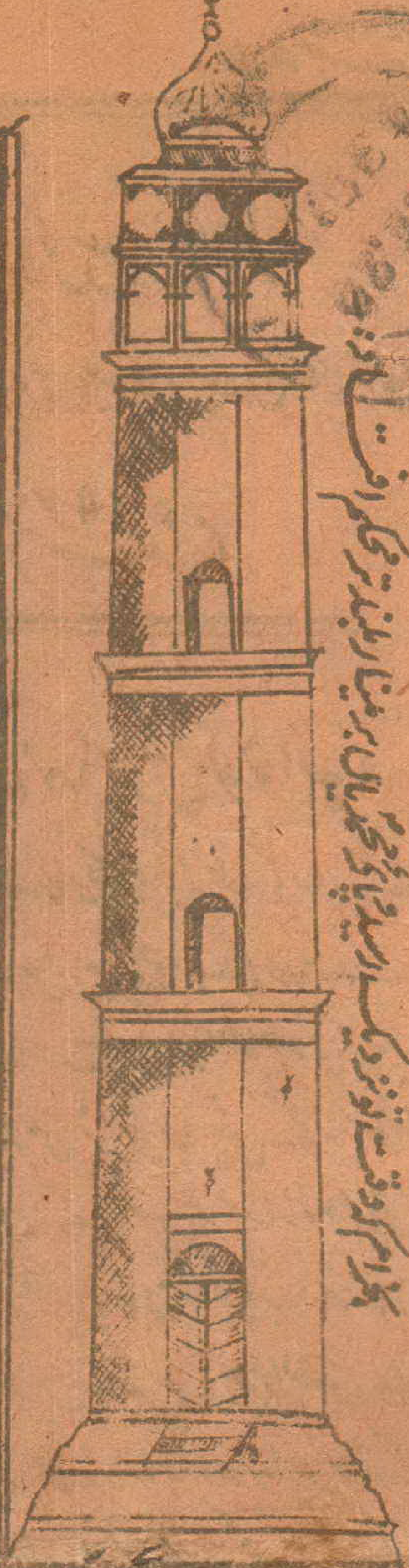

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲۶ و ۲۷ | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۹ و ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء | یوم پنجشنبہ | جلد ۵

کل چھ بجے صبح کے

دور الضعفاء کی پاس

دو گنواری عورتیں کل راہ میں تھیں جا رہیں
ہم ہیئت سا ایک بڈھا تھا اُسے کہنے لگیں
یہ منارا اتنا اونچا یہ مکان ایسے عجیب
کس نے بنوائے ہیں بابا کچھ پتہ ہمکو نہیں
اپنی لاٹھی ٹیک کر اکڑوں کھڑا بڈھا ہوا
دیر تک پہلے تو وہ (معذور تھا) کھانسا کیا
پھر لگا کہنے کہ یہ سب کچھ غلام احمد کا ہے

آجکل مشہور چاروں کھونٹ نام احمد کا ہے
ماننے والے ہیں اسکے ہر علاقے میں کئی
بستی جاتی ہے پرانی بستی میں دنیا نئی
پاس ہی بیٹے یہ بہت بنوا رہے ہیں یہ مکان
تا کہ انکے پیر کا دائم رہے نام و نشان
وہ گنواری عورتیں کہنے لگیں بڈھے میاں
کیا زیارت انکی ہو سکتی ہے ہمکو بھی یہاں
چل کے دیکھیں تو منارے والا بھاگی بھریا پیر
میرزا صاحب ستاریوالا بھاگی بھریا پیر

سن کے بڈھے نے کہا کہ کو اکہاں جاؤگی تم
حقہ پانی بند ہوگا گر وہاں جاؤگی تم
آجکل وہ یاں نہیں باہر سفر پر ہیں کہیں
اور یوں بھی ہم غریبوں سے کبھی ملتے نہیں
ساتھ ساتھ انکے خموشی سے چلا جاتا تھا پیر (۲)
اور اپنے قلب پر اک بار غم پاتا تھا میں
میرا چپ رہنا گنہ تھا اسلئے میں نے کہا
تم سے کہتا ہوں میں اپنے میرزا کا ماجرا
یہ منارے والا پیغمبر خدائے پاک کا
نبی ہے مظہر اتم تھا سید لولاک کا

سے خاص الزام عہ وعک و ایک پنجابی الفاظ ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسکے آنیسے بڑھی شانِ محمدؐ مصطفٰے
جسم ہی مسلم تو یہہ جانِ محمدؐ مصطفٰے

یہ منارِ رفعتِ اسلام کا ہی اک نشان
اب ترقی کی خبر دیتی ہے تصویری زبان

ننے والی محمدؐ کے ہوئے ثابت قدم
غلغلہ توحید کا انگلینڈ میں سنتے ہیں ہم!

آجکل کے پیر ہیں خواب و خورش کے شائقین
انکو کچھہ نسبت ہماری پیشواؤں سے نہیں

مال و دولت دین پر قرباں ہمارا ہو چکا
جو ہمارا ہی وہی دلبر کا سارا ہو چکا

سیکھنے کیواسطے اسلام ہم آئے یہاں
اور رہنے کیلئے بنوائی ہیں اتنے مکاں

ہم تو اتنی دور سے آئے کہ تا ہوں مستفید
سچے ویسے بن گئے آکر حضوری میں مُرید

تم بڑے غافل ہو جو نزدیک ہو کر دور ہو
چارہ گر آیا مگر ویسے ہی سب رنجور ہو

بدنصیبی ہے شقاوت ہی بہت توبہ کرو
مان کر مہدیؑ و عیسیٰؑ جب مرو مومن مرو

اس علاقے میں رہیں اتنی خبر لیکن نہیں
آپکا موعود بیٹا آج کل ہی جانشین

زہد و احسان میں نظیر مہدیٔ اسلام ہی

مصلحِ کل یہ میرزا محمودؐ احمد نام ہے
اسکی چوکھٹ پر جبیں گھسنے سے رفعت ملتی ہے

دین و دنیا میں خدا شاہد ہے عزت ملتی ہے
ہم بھی کیسے سست ہیں پیغامِ حق پہنچانے میں

احمدیت ارد گرد اس گاؤنکی پھیلانی میں
جانتے یہ بھی نہیں اغیار ہم کیوں آئے ہیں

کیا غرض ہی کسلئے گھر بار اپنا لائے ہیں
دوستو ہمت کرو - اٹھو ابھی تو وقت ہی

غلبۂ اسلام کا ہاں ہاں یہی تو وقت ہی
مشتہر کردو کہ آنیوالا عیسےٰ آچکا!

جاہلیت ہی فلک سے رہ کسی کی دیکھنا
کیوں خلافت مٹ گئی کہتی ہو - قائم ہو گئی

نعمت باری تعالیٰ اب تو دائم ہو گئی
کیسی ہجرت - وقت ہی دلدار کی دیدار کا

موقعہ ہی خوب مل مل - - - گر گلے سے پیار کا
شادیانے بج رہے ہیں کشورِ اسلام میں۔

اور تم مصروفِ ماتم حلقۂ آلام میں۔
آؤ دکھلاؤں تمہیں لوگو! ہلالِ عید کو

تیرہ صدیوں سے ترستے آئے جسکی دید کو
چودھویں کا چاند بھی تمکو نظر آتا نہیں

آہ اِس ضعفِ بصر پر کیوں شرماتا نہیں

اکمل مشتاق نے دیکھا ہی کل نبیوں کا نور
مشرق و مغرب میں ہو گا - ایکدن اسکا ظہور

(۵ ستمبر ۱۹۲۰ء)

امیر صاحب کا مہاجرین کو جواب

انگلستین کا سرحدی نامہ نگار لکھتا ہے کہ عید کی روز بڑے بڑے ہندوستانی مہاجرین امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر صاحب نے ان کو اطلاع دی کہ جب وہ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھنے جائیں گے - اسوقت ان سے بات چیت کریں گے - اسپر چند ممتاز آدمی جن میں عبدالغفور خان عبدالکریم خان - ارباب رضا خان اور دو ہندو شرفاء مسجد میں حاضر ہوئے عبدالغفور نے خطبہ پڑھا - جو نہایت مؤثر تھا - اور مہاجرین کے مقصد سے ہمدردی ظاہر کی گئی تھی - کچھہ عرصہ تک امیر صاحب خاموش کھڑے رہے - اور پھر دیر تک مسئلہ ہجرت پر تقریر کی اور کہا کہ حالات نے ہمیں مجبور کیا ہے - کہ برطانیہ کی مخالفت ترک کیجاوے اور انکے ساتھہ خاص مدت کیلئے اتحاد کر لیا ہے اور مہاجرین کیلئے جہاد کرنیکا کوئی موقعہ نہیں ہے - لیکن میں تمکو ترکستان میں بھیجنے کا انتظام کر سکتا ہوں - اگر ہندوستان میں رہنا نہیں چاہتے - تو وہاں زراعت اور تعمیر مکانات کیلئے کافی اراضی ملیگی - وہاں تم افغانی رعایا کی حیثیت سے آباد ہو سکتے ہو -

مہاجرین کا وفد مایوسی کے ساتھہ واپس گیا - اور وہ لوگ نہایت راسخ الاعتقاد مہاجرین کو ہندوستان واپس جانیکی ترغیب دے رہے ہیں اور اپنی غلطی پر افسوس کر رہے ہیں - بعض مہاجرین چھہ تمبر کو جلال آباد سے ملک کی طرف روانہ ہوئے مگر راستہ میں افغانوں نے حملہ کر کے جو کچھہ نقدی اور قیمتی اشیاء ان کے پاس باقی تھیں لوٹ لیں - مهمندیوں نے بھی ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان ـ مورخہ ۹ و ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک صاحب گوڑ گانواں سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا۔ بعد از بیعت حضرت اقدس نے انکو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو آپ کو یہی نصیحت ہے کہ مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر کے یہ امر صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ کہ ان کی پیروی کے سوا کوئی راہ اسکی رضاجوئی کی باقی نہیں ہے۔ جو خدا کے فضل کا جویاں ہو۔ اسی دروازہ کو کھٹکھٹائے۔ اس لئے کھولا جائیگا۔ بجز اس دروازہ کے تمام دروازے بند ہیں۔ نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی شریعت قرآن شریف کے بعد ہرگز نہیں آئیگی۔ انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ سب تقویٰ کا نتیجہ ہیں۔ جب جڑ ٹھیک ہو گی۔ تو اسکے لوازم بھی خود بخود آجائیں گے۔ دیکھو جب سورج نکلتا ہے۔ تو دھوپ اور گرمی جو اسکا خاصہ ہیں۔ خود بخود ہی آجاتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان میں تقویٰ آجاتا ہے۔ تو اسکے لوازم بھی اسمیں ضرور آجاتی ہیں۔ دیکھو جب کوئی دوست کسی کے ملنے کے واسطے جاوے۔ تو اسکو یہ امید تو نہ رکھنا چاہیئے کہ میں اسکے پاس جاتا ہوں۔ کہ وہ مجھے پلاؤ زردے اور قورمے اور قلیئے کھلائیگا۔ اور میری خاطر و تواضع کریگا۔ نہیں بلکہ صادق دوست کی ملاقات کی خواہش ہوتی ہے۔ بجز اسکے اور کسی کھانے یا مکان یا خدمت کی پرواہ اور خیال بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ اپنے صادق دوست کے پاس جو اس سے مہجور رہا جاتا ہے۔ تو کیا وہ اسکی خاطرداری کا کوئی دقیقہ باقی بھی اٹھا رکھتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ جہانتک اس سے بن پڑتا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر بھی اسکی تواضع کے واسطے مکلّف سامان کرتا ہے۔ غرض یہی حال روحانیت اور اس دوست اعلیٰ کی ملاقات کا ہے۔ الہامات یا کشوف وغیرہ چیزوں کے سہارے والا ایمان ایمان کامل نہیں۔ وہ کمزور ایمان ہے۔ جو کسی چیز کا سہارا ڈھونڈتا ہے انسان کی غرض اور اصل مدعا صرف رضاء الٰہی اور وصول الی اللہ چاہیئے۔ آگے جب اسکی رضا حاصل کریگا۔ تو خدا تعالیٰ اسکو کیا کچھ نہ دیگا خود اس امر کی درخواست کرنا سوء ادب ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ خدا کے محبوب بننے کیواسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے۔ اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہیئے شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہیئے دیکھو میں پھر کہتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے۔ اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے۔ جسکی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم انسے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونیکی مہر کو توڑنا چاہا ہے۔ گویا اپنی الگ ایک شریعت بنائی ہے تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز و روزہ وغیرہ جو مسنون طریق ہیں۔ انکے سوا خدا کے فضل اور برکات اور رحمت کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے ناکام مرے گا۔ وہ جو اللہ اور رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں۔ بلکہ اور اور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔

دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں۔ انکو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان انسے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر تم تمام گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے۔ جس کے استعمال سے زندہ رہنا محال ہے۔ گناہ ایک آگ ہے۔ جو روحانی قوای کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ پس تم ہر قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو۔ آنکھ کے گناہوں سے ہاتھ کے گناہوں سے کان ناک اور زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچو۔ غرض ہر عضو کے گناہ کے زہر سے بچتے رہو اور پرہیز کرتے رہو۔

نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے۔ کہ یہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشانات امام

از تذکرہ مولانا ابوالکلام

(۳)

جب میں شناخت امام والے مضمون پر تنقیدی نظر ڈالتی ہوں۔ تو میرا روح فرط انبساط سے آستانہ علیہ الٰہیہ پر بے اختیار سجدہ شکر کیلئے گر پڑتا ہے۔ جس نے اپنے خاص فضل سے شناخت امام کی ہم گم کردگان رہ کو ہدایت فرمائی۔ میری آنکھوں نے چاند سورج کو امام زمان کی صداقت کی گواہی دیتے دیکھا۔ کانوں نے امام وقت کی صداقت پر زمین کو بے اختیار جنبش کرتے سنا۔ قحط اور مختلف مریوں نے قہر کی بجلیوں کی صورت پکڑ کر تمام خس و خاشاک کو جلا دیا۔ جب علماء سوء نے مضبوط مقدمات قتل وغیرہ بنا کھڑے کئے۔ اور ہزاروں لاکھوں کے مقابلہ میں صرف ایک دعوۃ عزیمہ کا مالک رہگیا تو فرشتے آسمان سے اسکے لئے اترے اور اسکو انگریز حاکم سے بری کروایا۔ دشمنوں کے سب دعوے اور تحدیاں خاک میں مل گئیں۔ اور انہیں خائب و خاسر ہونا پڑا۔ جب دنیا نے اسکی حد سے بڑھکر مخالفت کی تو دیکھ لیا کہ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں۔ نہ ہی زمانہ اسکو اپنی چاکری کروا سکتا ہے۔ بلکہ زمانہ اس کی جنبش لب کا انتظار کرتا ہے۔ جس امر پہ وہ لب کشائی کرتا ہے۔ زمانہ فوراً اسے پورا کرتا ہے۔ مثلاً اسوقت وہ کہتا ہے۔ کہ مرجع خواص و عام میرا مسکن ہوگا۔ چار دانگ عالم سے مخلوق یہاں جمع ہوگی میری دعوۃ دنیا کے ہر ایک گوشے میں پھیلے گی دنیا کا کوئی کونہ میرے نام سے خالی نہیں رہیگا۔ اب وہ ساری باتیں زمانہ کو پورا کرتے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ شاید دنیا کا کوئی حصہ اس کے ذکر خیر سے خالی ہو۔ اس نے دنیا پہ اس لئے نظر نہیں ڈالی کہ میں اس سے اپنا دامن فخر و نمود کی بیجا تحسین و آفرین سے بھر لوں نہیں۔ بلکہ یہ کوشش کی کہ دنیا کو عیبوں نقصوں شرکوں بدعتوں سے پاک کروں۔ اور تثلیث پرستی بت پرستی توہم پرستی اور دہریت کے پھندوں سے نکالکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کا راستہ بتاؤں۔ جس سروسامان کو مہیا کرنیکے واسطے علماء سوء عاجز ناچار تھے خانقاہوں کے مالک غفلتوں درماندگیوں کے شکار ہو رہے تھے۔ رکاوٹوں اور مشکلوں کے پہاڑ ان کو آگے نہیں گذرنے دیتے تھے۔ سینکڑوں بندگان خدا عیسائیت دہریت وغیرہ کی رو میں بہ گئے اور بہت ڈوبنے کو طیار تھے۔ اور علماء وقت صرف اسی بات کو غنیمت سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ ہم نہیں ڈوبے۔ مگر وقت کا عازم و فاتح اٹھا اور تثلیث پرستی کے طوفان بے تمیزی کو اپنی قوت قدسیہ اور بیانیہ سے روکا۔ کافر و کاذب کی بوچھاڑ ہوتے ہوئے اپنے زور قلم سے بہت سی عیسائیت کی رو میں بہنے والوں کو وفات مسیح ثابت کر کے بچا لیا۔ اس نے وہ سروسامان کا کافی ذخیرہ اپنے ہاتھوں فراہم کیا کہ کفارہ کے طلسم کی دھجیاں اڑا دیں۔

وقت نے اسکا ایسا ساتھ دیا۔ کہ جو مخالف اسکے مقابل پر آیا۔ اسے واصل جہنم ہی کر کے چھوڑا۔ ڈوئی نے امریکہ میں سر اٹھایا۔ تو اپنی بطالت کی آپ ہی مجسم شہادت بن گیا۔ غرض جو باتیں فاضل مصنف نے عزیمہ دعوۃ کی مدعی کی تائید میں پیش کی ہیں۔ ان سب کو میں حضرت مسیح موعود کے حق میں بڑی پر زور گواہی دیتے مشاہدہ کرتی ہوں۔ دین حق کی جو خدمت ان مقدس ہاتھوں نے کی ہے۔ شاید ہی کسی کو یہ توفیق ملی ہو۔ وفات مسیح بہ دلائل نیراہیں و بہ تصدیق آیات و حدیث ثابت کر کے عیسائیت کو ملیامیٹ کیا۔ بابا نانک کو مسلمان ثابت کر کے سکھوں کے مذہب کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ آریوں سناتنیوں بدھوں وغیرہ وغیرہ کو انکے مذہبی نقص جتلا جتلا کر ثابت کر دیا۔ کہ مذہب اسلام ہی فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم دینے والا و ہوتی ہون کنڈ پر روزانہ کئی روپوؤں کا عود عنبر روغن جلانیوالا مذہبوں کی پیشواؤں کو خونی ڈاکو چور رہزن بتانیوالا روح مادہ کو غیر مخلوق ماننے والا سورج چاند ستارے وغیرہ کی پرستش کرانیوالا کبھی عالمگیر مذہب نہیں ہو سکتا۔ اپنے سچے مذہب اور دین حق کی ایسی چمک اپنے پیروؤں کو دکھائی کہ جس سے والہ شیدا ہو کر وہ مختلف ممالک میں اس نور کی شعاعیں اور کرنیں پہنچانے کیلئے دیوانہ وار دوڑی کوئی رکاوٹ انکے لئے رکاوٹ نہ رہی۔ کوئی مشکل ان کو مشکل نظر نہ آئی۔ جیسا کہ جب میرے مکرم بھائی کو ساحل امریکہ پر روکا گیا۔ تو مجھے حضرت ابن یمینہ کی بابت جو فاضل مصنف تذکرہ نے لکھا ہے۔ یاد آ گیا کہ خدا کے بندے جہاں نظر بند ہوں وہاں اسقدر برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ جو کہ خانقاہوں اور مدرسوں کو نصیب نہیں ہوتیں۔ یہ معنے ہیں ایمان کامل اور مقام عزیمت علم و عمل کے چراغ جہاں کہیں رکھا جائیگا۔ اجالا ہو جائیگا۔ پھولوں کا گلدستہ اگر طاق کی بجائے کوڑے کرکٹ میں ہی کیوں نہ ڈالو۔ اسکی خوشبو ضرور پھیلیگی۔ مور نے کہا میرا چمن میری ساتھ ہے۔ باغ و بہار کا محتاج نہیں جہاں کہیں پر دل کو کھولونگا۔ ایک تختہ چمن کھل جائیگا۔ یہی حال مومن کامل اور صاحب علم و عمل حق کا ہے۔ وہ کسی زمان مکان کا محتاج نہیں جہاں کہیں بھی جائیگا۔ روشنی پھیلائیگا۔ (خواہ یورپ ہو یا ساحل امریکہ) اور جس جگہ سے گذریگا۔ ہوا کی عطر بیزی بتلا دیگی۔ کہ کوئی گذرنے والا یہاں سے گزرا ہے۔ ؎

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی :۔
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی :۔

(جیسا میرے پیارے بھائی مفتی صاحب کا جہاز کا راستہ بھی پتہ بتلا رہا ہے۔ کہ اس میں ایک مومن کامل آیا ہے) (ہمارے مکرم مفتی صاحب کیطرح) ارباب صدق و صفا ہمیشہ قید و وطن دیار سے آزاد رہے۔ خدا کی ساری خدائی ان کا وطن ساری زمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کا گھرانا۔ جن بے نیازان دنیا اور نیاز مندان حق نے وطن میں رہکر عیش و عشرت سے پیار نہیں کیا ان کا دنیا کے ایک گوشہ میں کیا دھرا ہے۔ جو دوسرے میں ہاتھ نہ آئیگا۔ جنہوں نے بلیٰ من اسلم وجہہ للہ پر عمل کر دکھایا ہے۔ انکو خدا کی زمین پر ہر جگہ بیٹھنے کی جگہ تو مل ہی جاتی ہے۔ انکے علم حق کی جنس وہ متاع عالمگیر ہے۔ جس کے لئے خدا کی ساری دنیا کھیت کا حکم رکھتی وہ اپنی جھولی میں حق و صداقت کا تخم رکھتے ہیں۔ لیکر جس سرزمین میں جا نکلینگے۔ اپنی فصل کاشت خود طیار کر لینگے" جیسا کہ ہمارے خادمان مسیح مہدی علیہ السلام مختلف ممالک میں حق و صداقت کا بیج بو رہے ہیں۔ اور فضل عمر کی دعاؤں کی آبیاریوں سے وہ بفضل خدا پودے دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ میرے مجاہد بھائی انشاء اللہ ایک دن دنیا کو دکھلا دینگے۔ کہ ہمارے عزم اور ہمتیں پچھلے صحابہ کرام سے کم نہیں۔ جہاں ہم احمدیت کا مستحکم جھنڈا گاڑتے ہیں۔ مخلوق پرستی کو وہاں سے بھاگنا ہی پڑتا ہے۔

فاضل مصنف نے بہت سے نشانات نزول مسیح مہدی کے بھی رقم فرمائے ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں لوگ رات کو مسلمان سوئینگے۔ اور دن کو کافر اٹھینگے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ دن کو ان کے ماتھوں پر کفر کی مہر لگی ہوگی۔ یا ان کا نام کافر ہو جاوے گا۔ یا کفر کا اقرار کرتے پھرینگے۔ نہیں اس سے یہ مراد ہے۔ کہ ان کے خیالات اور اعتقادات میں اس قدر تنزل ہوگا۔ رات کو کچھ مذہب ہوگا۔ اور دن کو کچھ حب دنیا توہمات لالچ حرص فوراً انہیں دین حق سے برگشتہ کر دینگے۔ لات عزیٰ کی پرستش شروع ہو جائیگی۔ کیا لات عزیٰ کے صدیوں کے بکھرے ہوئے ٹکڑے جمع کر کے خانہ خدا کے طاقوں میں رکھے جاوینگے۔ اور مسلمانان زمانہ انکو سجدہ کرینگے۔ حدیث شریف میں تو وہی بتوں کے نام آئے ہیں۔ مگر اب تو گوشے گوشے میں بت پرستی ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کی کوئی بستی اور آبادی نہیں جو ان تمام پیشگوئیوں کے ظہور نمود کا مجسم نمونہ نہ ہو اور پرستش ماسوا اللہ کی کوئی قسم ایسی نہیں جو پیٹ بھر کر انہوں نے نہ کر لی ہو۔ نفس کو وہ پوج چکے۔ وہم رانگی وہ پرستش کر چکے۔ چاندی سونے کو انہوں نے پوجا۔ انسانوں کے چوکھٹوں کی دہول انہوں نے چاٹی ہر پیشوا ارباب کو من دون اللہ انہوں نے بنایا۔ ہر بڑے انسان کے لئے انکے دل اور پیشانی نے سجدے کئے وہ شرک خفی بھی دل کھولکر کر چکے۔ اور کھلا کھلا شرک بھی برسر عام ہو چکا۔ حتیٰ کہ کفار اعدائے حق کی پوجا ہر طرف ہوئی۔ پھر حدیث شریف میں ہے۔ کہ میری امت وہ کریگی۔ جو یہود نے کیا! کیا مسلمان آئندہ یہودیت کے اقراری ہو جاوینگے۔ یا بازار میں کہتے پھرینگے کہ اب ہم یہودی ہو گئے۔ یا ان کے چہروں پر کوئی خاص علامت یہود کی ظاہر ہوگی۔ یا مردم شماری میں اپنے تئیں مسلمان کی بجائے یہود لکھوائیں گے۔ یہ باتیں تو ممکن نہیں ہاں البتہ پیشگوئیوں یہ پیش گویاں ظاہر ہوتی دیکھکر بھی یہودیوں کی طرح ان کا انتظار ختم نہیں ہوگا۔ اور کہتے جاویں گے کہ ابھی وقت کہاں۔ حتیٰ کہ آجتک مسیح کے ظہور ایلیا کی آمد ثانی اور اسرائیل کی آخری بادشاہت کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب یہ سب حدیثیں پوری ہو گئیں۔ اعتقادات بگڑ گئے اسلام کی جگہ یہودیت نے ڈیرے جمائے۔ شرک خفی جلی سے زمانہ بھر پور ہو گیا۔ پہاڑ چیرے گئے۔ ندیوں کے نالے بن گئے۔ مہینوں کا سفر ہفتوں میں ہفتوں کا دنوں اور گھنٹوں میں طے ہونے لگا۔ اونٹوں کی سواری بیکار ہو گئی۔ دنیا نے علم و عقل میں بہت سی ترقیاں کر لیں۔ مگر مصباح نور ہدایت کی روشنی کے بغیر جو علم بڑھا گیا۔ اسنے دین حق اور قرآن پاک کو اپنے مرضی کے مطابق بنانے کی ترغیب دی روزوں کو بیجا فاقہ نمازوں کو سیٹ سٹینڈ دہریت کیطرف طبیعتوں کو مائل کر دیا۔ دنیا کا پیمانہ فسق و فجور سے لبریز ہو گیا۔ یہی زمانہ ظہور مہدی کا مقتضی ہے نہ کہ ظہور دجال کا۔

ہاں ہر شخص کہتا ہے۔ کہ ظلم کا نتیجہ جلدی یا بدیر تباہی ہے مگر کوئی تحدی کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کب ملیگا۔ صرف دعوت عزیمہ کے مالک کو جسقدر یقین غروب کی تاریکی اور دن کی روشنی پر ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ آج جو ہو رہا ہے کل اسکا نتیجہ کیا نکلیگا۔ اگر اجتہاد میں اس سے غلطی نہیں ہوئی۔ تو دنیا دیکھ لیتی ہے۔ کہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اب حق صداقت کا دلدادہ فاضل مصنف خود اقرار کرتا ہے۔ کہ یہ زمانہ ظہور مہدی کا ہے۔ نہ ظہور دجال کا۔ آپ خود ہی سوچیں۔ کہ اس زمانے میں جب زمین و آسمان زمانہ و قت اعمال افعال اس امر کی شہادت دے چکے ہیں۔ کہ مدعی ضرور تشریف لے آیا ہے۔ تب ہی گواہ گواہی دے رہے ہیں۔ اس مدعی مصلح مامور من اللہ نے جو پیش گوئیاں قبل از وقت کی تھیں وہ کس صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں لیکھرام کا وحی الٰہی کے مطابق میعاد کے اندر لاہور جیسے شہر اور ۔۔ جیسے پر رونق بازار میں دست غیب سے قتل ہونا تیئی دعوےٰ کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر ڈوئی کا دعائے مباہلہ کیساتھ سات سمندر کے پار تخت الٹ دینا اسکا مفلوج دیوانہ ہو کر مرنا کیا کم شہادت ہے۔ یورپ کی خطرناک مسلسل لڑائی کا کئی سال پہلے ان الفاظ میں خاکہ کھینچنا۔ ؎

اک جھپک میں یہ زمین ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار

جنہوں نے اس لڑائی کا خونی منظر دیکھا ہے۔ وہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ میدان رزم میں کوسوں تک سوائے انسانی لہو کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر زار روس جیسے مختار کل بادشاہ کی حالت زار قبل از وقت بتا دینا یہ اسی نبی اللہ کا ہی کام ہے۔ بلکہ یہ بتا دینا کہ زار کا نام ہی دنیا سے اٹھ جائیگا۔ پھر کانگڑہ کے عظیم الشان بھونچال کا دلوں کو ہلا دینے والا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا کم وقعت اور عبرت انگیز ہے۔ طاعون کی عالمگیر ہو نیکی پیش گوئی جب کہ طاعون کا اس ملک میں نام ونشان بھی نہ تھا۔ بنگال کی عین مایوسی کی حالت میں دلجوئی کی پیش گوئی اور پھر اسکا پورا اترنا یہ خدا کی تائید کے بغیر ہو سکتا۔ کیا کوئی بندہ خدا بتلا سکتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کوئی اس تحدی سے پیشگوئیاں کرنیوالا سوائے میرے آقا و مولیٰ کے کوئی ہے

(باقی دارد)

(عاجزہ اہلیہ ملک کرم الہیٰ)

حل الاشکال یا مفتوح القلوب کا جواب

حل الاشکال ایک مسیحی پادری کی تصنیف ہے جس کے جوابات کئی دفع شایع ہو چکے ہیں۔ مگر اب پادری ایچ ای کلارک صاحب بی اے ایل ایل بی آنریری سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور نے اسکے ایک حصہ کو ٹریکٹ کی صورت میں شایع کیا ہے۔ جس کا جواب ذیل میں دیا جاتا ہے۔

ٹریکٹ کا مضمون یہ ہے۔ کہ سلطنت ترکی کے کسی گورنر جنرل نے دعوت کے موقعہ پر ایک پادری سے سوال کیا۔ کہ اے پادری صاحب یہ تو بتائیں کہ مسیحی مذہب کی رو سے مجھے کیا کرنا چاہیئے جس سے میں بہشت میں داخل ہو سکوں۔ پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ جناب میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی خاطر خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کریگا۔ اور مجھے بہشت میں داخل کریگا" اسکے جواب میں گورنر جنرل نے کہا۔ کہ "میں بحیثیت گورنر جنرل اگر آپکی سفارش سے کسی کا قرض معاف کر دوں۔ تو یہ انصاف نہیں"!

پھر دوسرے پادری صاحب سے گورنر جنرل نے بھی سوال کیا۔ جسکے جواب میں پادری صاحب نے دعا مانگنے کے بعد یہ جواب دیا۔ کہ اگر آپ اپنے بیٹے کے کہنے سے جس کا میں گہرا دوست ہوں۔ میرا ایک بھاری قرضہ جسکی وجہ سے میں جیل خانہ میں چلا جاؤں۔ معاف کر دیں تو اسمیں کیا گناہ ہے"!

گورنر جنرل صاحب کی اس سے تسلی ہو گئی۔ مگر ہم حیران ہیں۔ کہ وہ گورنر جنرل کس دل و دماغ کا ہو گا۔ کیونکہ ہر دو امثلہ جات بالکل بے محل ہیں انجیل میں لکھا ہے۔ کہ یہی سوال یسوع سے کیا گیا۔ چنانچہ متی لکھتا ہے۔ کہ "دیکھو ایک نے آ کے اس سے کہا۔ اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ پر اگر تو زندگی میں داخل ہوا چاہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔ اس نے اس سے کہا کون سے حکم یسوع نے اسے کہا۔ یہ کہ تو خون نہ کر زنا نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر۔ اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو۔ اس جوان نے اس سے کہا۔ یہ سب میں لڑکپن ہی سے مانتا آیا۔ اب مجھے کیا باقی ہے۔ یسوع نے کہا۔ اگر تو کامل ہوا چاہے۔ تو جا کر سب کچھ جو تیرا ہے۔ بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا۔ تب آ کے میرے پیچھے ہو لے۔ وہ جوان یہ سنکر غمگین چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا" دیکھو متی ۱۹/ ۱۶ تا ۲۲

مسیحوں کے فرضی ترک گورنر جنرل کا سوال یہ تھا۔ کہ "مسیحی مذہب کی رو سے مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ جس سے میں بہشت میں داخل ہو سکوں"!

ہر دو پادریوں نے جو جوابات فرمائے۔ بالکل خود ساختہ ہیں۔ کیونکہ مذکورہ حوالہ میں مسیح یسوع سے بھی یہی سوال کیا گیا ہے جس کے جواب میں وہ کہتے ہیں۔ کہ احکام عشرہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ بہشت یا جاودانی زندگی اسوجہ سے ملیگی۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر پادریوں والا جواب صحیح ہوتا۔ تو پادری صاحبان کے الفاظ میں مسیح کہتا کہ "میں جو آسمانی بادشاہ کا بیٹا ہوں۔ تم سب کا قرض ادا کر چکا ہوں۔ رسید موجود ہے"! مگر مسیح نے ایسا نہیں کہا۔ بلکہ داخلہ بہشت کیلئے توریت کے احکام پر عمل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

دوسرا حصہ اس جواب کا یہ ہے۔ کہ کامل ہونیکے لئے اپنا تمام زر و مال غرباء کو دیدینا چاہیئے۔ جس کے عوض آسمان پر خزانہ ملیگا۔ اور پھر مسیح کے پیچھے ہو کر درویشانہ زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ ہر دو پادری صاحبان جو کہ شاہانہ دعوت میں شامل تھے۔ اپنا زر و مال غرباء کو نہیں دے آئے تھے۔ جسکے بدلہ میں انہیں گنج سماوی ہاتھ آنا تھا۔ اور نہ مسیح کے پیچھے ہو کر درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے بلکہ شاہانہ دعوتوں میں شامل ہوتے تھے۔ پس بقول

خلعت گزیدہ را بتماشائے چمن چہ کار شاہانہ جلسوں میں پادریوں کا کام

مگر گورنر جنرل نے سوال کامل بننے کا نہ کیا تھا بلکہ صرف حصول بہشت کا۔ اور پادریوں نے بھی یہی کہا کہ بہشت مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا قرضہ یعنی کفارہ ذنوب ادا کر چکا ہے۔ اس عقیدہ پر بے شمار اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم صرف یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ جو مثال بڑے پادری صاحب نے پیش کی ہے۔ یعنی شاہزادہ اپنے عزیز دوست کی اپنے باپ سے یوں سفارش کرے۔ کہ میں اپنے عزیز دوست کا قرضہ جسے وہ ادا کرنیکی ہمت و مقدور نہیں رکھتا۔ اور جیل میں پڑا ہوا ہے۔ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے جواب میں بادشاہ سلامت فرماتے ہیں۔ کہ میں بوجہ منصف ہونیکے تمہارے دوست کا قرض معاف نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر تم ادا کرنا چاہتے ہو۔ تو خوشی سے۔ میں بھی شریک ہوتا ہوں۔ چنانچہ ہر دو باپ بیٹا نے اس کا قرضہ ادا کر کے اسے جیل خانہ سے رہائی دی"!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ مثال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ شاہزادہ صاحب نے تو بمعیت اپنے والد ماجد خوشی سے قرضہ ادا کر دیا تھا۔ مگر یسوع صاحب کو اہل یہود نے جبراً پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔ گتسمنی کے باغ میں وہ رو رو کر دعا مانگتا رہا۔ کہ مجھ سے یہ پیالہ ٹل جاوے متی ۲۶/۳۹ مگر از روئے اصول مذہب مسیحی یسوع کی یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ اور یہود کا وار پورا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے یسوع کو جبراً صلیب دیدی۔

دوسرا امر یہ قابل غور ہے۔ کہ جس طرح شاہزادہ کے والد ماجد بادشاہ سلامت نے اپنے مال سے بھی قرضہ ادا کیا تھا۔ تو کیا اسی طرح خود مسیح کے والد ماجد نے مسیح کے ساتھ صلیب پر کچھ تکالیف برداشت کی تھیں۔ یا کہ نہیں۔ کیونکہ انجیل میں تو صاف لکھا ہے۔ کہ مسیح نے صلیب پر کہا تھا۔ ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اگر یہی خدا اس کا باپ تھا۔ تو پھر یہ تو الگ ہو چکا تھا۔ پھر کیونکر شاہزادہ کا والد بخوشی خاطر ادائیگی قرض میں شریک کہا جا سکتا ہے۔

دوسرا امر یہ قابل غور ہے۔ کہ دنیا میں شاہزادوں اور بادشاہوں کے فدیہ میں رعایا تو ہمیشہ قربان ہوتی رہی ہے۔ مگر یہ امر آج تک سنا نہیں گیا۔ کہ کوئی شاہزادہ اپنی ادنیٰ رعیت حتیٰ کہ چوہڑے چماروں کے بدلے فدیہ میں مار ڈالا گیا ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ قانون نیچر یہی ہے۔ کہ ہر ادنیٰ ہستی پر اعلیٰ ہستی قربان ہوا کرتی ہے۔ مثلاً ایک سپاہی ایک صوبیدار پر اور صوبیدار ایک کپتان پر اور ایک کپتان کرنل پر اور ایک کرنل جنرل پر۔ انسان بکرے اور مینڈھے کا گوشت کھاتا مچھلی کا کباب بناتا۔ مگر کبھی کسی انسان کو مچھلی یا بکرے کے لئے قربان نہیں کیا جاتا۔ پس مسیح اگر دنیوی مخلوقات میں سے اعلیٰ تھا۔ تو اسے قربان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ تمام دنیا اسکے فدیہ میں دی جا سکتی تھی

تیسری بات یہ قابل غور ہے۔ کہ مسیح کے صلیب دیئے جانے سے جہان کے گنہگاروں کی نجات کس طرح ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ زید کے سر کھجلا کر مر جانے سے بکر کا درد سر نہیں جا سکتا۔ یا یوں کہو۔ کہ عمرو کے معاندین اگر جبراً عمرو کو مصلوب کر دیں۔ تو خالد کے گناہ معاف نہیں ہو سکتے۔

چوتھا امر یہ قابل غور ہے۔ کہ دنیوی مملکتیں بھی ایسا قانون آج تک رائج نہیں کر سکی ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسے جرم کا ارتکاب کرے۔ جسکی سزا جیل دائمی ہو یا پھانسی ہو۔ تو اسکے عزیز و اقرباء اپنی خوشی سے جیل میں جا کر یا پھانسی لٹک کر اپنے رشتہ دار یعنی اصلی مجرم کو نجات دلوا سکتے ہیں۔ یہ قانون آج تک سوائے مسیحی مذہب کے کسی مذہب اور کسی مملکت میں پایا نہیں گیا۔

پھر پادری صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "ادائیگی قرضہ کے بعد شاہزادہ اپنے دوست کو جیل میں سے نکالکر حمام میں غسل دیکر صاف ستھرے کپڑے پہنا کر گھر لے جاتا ہے۔ اور اس طرح اسکی پرانی زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے"۔

مطلب اس سے یہ ہے۔ کہ "مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کے بعد انسان کے سابقہ گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں۔ اور آئندہ کیلئے بوجہ تبدیلی پیدائش کے گناہوں سے مجتنب رہتا ہے"۔ مگر یہ دلیل بدیہی البطلان ہے کیونکہ جہان کے مسیحی کفارہ کے قائلین خصوصاً یورپ و امریکہ کے بڑے اعظم اس دلیل کے صریح بطلان کے شاہد ناطق ہیں۔ کیونکہ کفارہ پر ایمان لانے کے بعد مسیحی لوگ گناہ پر دلیری سے گامزن ہوتے ہیں۔ یہ ایک عینی مشاہدہ ہے۔ اور پھر اسکے عوض میں خطرناک امراض کا شکار بھی وہی لوگ ہوتے ہیں۔

پانچویں بات یہ بھی قابل غور ہے۔ کہ مسیحیوں نے عدل کی تعریف غلط کی ہے یعنی وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا بوجہ عادل ہونیکے کوئی جرم اور گناہ بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا۔ اور کہ نیکی کا بدلہ استحقاق سے بڑھکر نہیں دیتا۔ لیکن انجیل کی رو سے ہر دو شقین باطل ہیں۔

اولاً۔ یہ کہ کوئی جرم یا گناہ بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا متی باب ۱۸ کی رو سے غلط ہے۔ جہاں لکھا ہے آسمان کی بادشاہت اس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے نوکروں سے حساب لینا چاہا۔ اور جب حساب لینے لگا۔ تو اسکے سامنے ایک قرضدار حاضر کیا گیا۔ جسے دس ہزار توڑے دینے تھے۔ مگر چونکہ اسکے پاس کچھ ادا کرنے کو نہ تھا۔ اس لئے اسکے مالک نے حکم دیا۔ کہ یہ اور اس کے جورو بچے اور جو کچھ اس کا ہے۔ سب بیچا جاوے۔ اور قرض وصول کر لیا جاوے۔ پس نوکر نے گر کر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند مجھے مہلت دے تو میں تیرا سارا قرض ادا کر دونگا۔ اس پر نوکر کے مالک نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ اور اسکا قرض بخشدیا۔ آیات ۲۳ و ۲۸۔

صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ آسمان کا بادشاہ یعنی خدا بغیر کسی سزا کے مجرم کا جرم معاف کر دیتا ہے۔

دوسری یہ شق۔ کہ نیکی کا بدلہ استحقاق سے بڑھکر نہیں دے سکتا۔ مندرجہ ذیل انجیل کے حوالہ کی رو سے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے۔ جو سویرے نکلا۔ تاکہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے۔ اور اسنے مزدوروں سے ایک دینار روزانہ مقرر کر کے انہیں اپنے انگورستان میں بھیجا اور اس نے پہر دن چڑھے باہر جا کے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا۔ اور انہیں کہا کہ تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھ واجبی ہے تمہیں دونگا سو وے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کو باہر جا کے ویسا ہی کیا۔ ایک گھنٹہ دن رہتے پھر باہر جا کے اوروں کو بیکار کھڑے پایا۔ اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہتے ہو۔ انہوں نے اس سے کہا۔ اسلئے کہ کسی نے ہمکو مزدوری پر نہیں رکھا۔ اس نے انہیں کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ۔ اور جو کچھ واجبی ہے۔ سو پاؤ گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب شام ہوئی۔ انگورستان کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا۔ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لیکے پہلوں تک ان کی مزدوری دے جب وے جنہوں نے گھنٹہ بھر کام کیا تھا۔ آئے تو ایک دینار پایا۔ جب اگلے آئے تو انہیں یہ گمان تھا۔ کہ ہم زیادہ پاویں گے۔ پر انہوں نے بھی ایک ایک دینار پایا۔ جب انہوں نے یہ پایا تو گھر کے مالک پر کڑکڑائے اور کہا کہ پچھلوں نے ایک ہی گھنٹے کا کام کیا۔ اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا۔ جنہوں نے تمام دن کی محنت اور دھوپ سہی۔ اس نے ان میں سے ایک کے جواب میں کہا اے میاں میں تیری بے انصافی نہیں کرتا کیا تو نے ایک دینار پر مجھ سے اقرار نہیں کیا۔ تو اپنا لے اور چلا جا پر میں جتنا تجھے دیتا ہوں پچھلے کو بھی دونگا۔ کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں۔ کیا تو اسلئے بُری نظر سے دیکھتا ہے۔ کہ میں نیک ہوں (متی ۲۰ / ۱ تا ۱۶)

ظاہر ہے کہ دوسری شق بھی مذکورہ حوالہ سے غلط ثابت ہوگئی۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت کا بادشاہ استحقاق سے زیادہ نیکی کا اجر دے دیتا ہے۔

پھر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کیسا عدل ہے۔ کہ گنہگاروں کے بدلے ایک بے گناہ معصوم کو ہلاک کر دیا جاوے۔ یہ تو خود خلاف عدل ہے۔

انجیل میں مسیح کہتا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی صلیب اٹھا کر میرے پیچھے نہیں آتا میرے لائق نہیں۔ مگر یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ جو کوئی میری صلیب اٹھا کے میرے پیچھے نہیں آتا۔"

یہاں تک تو عہد جدید کی رو سے کچھ تحریر کیا گیا ہے اب عہد عتیق کی سنو۔

حزقی ایل نبی کہتا ہے۔ کہ اور خداوند کا کلام مجھے پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ تم اسرائیل کے حق میں کیوں یہ کہاوت کہتے ہو۔ کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے۔ اور بیٹوں کے دانت کھٹے ہوگئے خداوند یہوواہ کہتا ہے۔ کہ مجھے اپنی حیات کی قسم کہ تم پھر اسرائیل میں یہ مثل نہ کہو گے۔ دیکھ ساری جانیں میری ہیں۔ دیکھ جس طرح باپ کی جان اسی طرح بیٹے کی جان دونو میری ہیں۔ وہ جان جو گناہ کرتی ہے۔ سو ہی مریگی۔

وہ انسان جو صادق ہے۔ اور اسکے کام انصاف اور عدالت کے مطابق ہوں۔ جس نے پہاڑوں پر چڑھ کے نہیں کھایا اور اہل اسرائیل کے بتوں پہ اپنی آنکھیں اٹھا کے نگاہ نہیں کی اور اپنے ہمسائے کی جورو کو ناپاک کیا۔ اور حائضہ رنڈی کے پاس نہیں گیا۔ اور کسی پر ستم نہ کیا۔ اور قرضدار کا گرو پھیر دیا۔ اور ظلم سے کچھ چھین نہیں لیا ہے بھوکوں کو اپنی روٹی کھلائی ہے۔ اور ننگے کو کپڑا پہنایا ہے۔ اور سود پر نہیں دیا لیا اور بدی سے اپنا ہاتھ کھینچا ہے۔ اور آدمی آدمی کے درمیان سچا انصاف کیا ہے۔ میری راہوں پر چلا اور میرے حکموں کو حفظ کیا۔ کہ سچائی پر عمل کرے وہ صادق ہے۔ خداوند یہوواہ کہتا ہے۔ وہ بے شبہ جئے گا۔

پر اگر اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جو راہ مار یا خونریزی کرے اور ان گناہوں میں سے کوئی ایک گناہ کرے اور ان سارے نیک کاموں کو نہ کرے۔ بلکہ پہاڑوں پر چڑھ کے کھائے اور اپنے پڑوسی کی جورو کو ناپاک کرے غریب اور محتاج پر ستم کرے ظلم کر کے چھین لیوے گرو پھیر نہ دیوے۔ اور بتوں پر اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کرے۔ اور گھناؤنے کام کرے سود پر دیوے اور سود کھاوے۔ تو کیا وہ جئیگا وہ نہ جئے گا۔ اس نے یہ سارے نفرتی کام کئے وہ یقیناً مرجائیگا۔ اس کا خون اسپر ہوگا۔

پھر اگر اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے جو ان سارے گناہوں کو جو اسکا باپ کرتا ہے دیکھ اور خوف کھا کے ایسے کام نہ کرے اور پہاڑوں پر چڑھ کے نہ کھاوے۔ اور اہل اسرائیل کی مورتوں کی طرف اپنی آنکھیں نہ اٹھاوے اور اپنے پڑوسی کی جورو کو ناپاک نہ کرے۔ اور کسی پر ستم نہ کرے۔ گرو روک نہ رکھے۔ اور ظلم کر کے کچھ چھین نہ لیوے۔ بھوکے کو اپنی روٹی کھلاوے۔ اور ننگے کو کپڑے پہناوے۔ غریب سے دست بردار رہے۔ اور بیاج نہ لیوے۔ نہ سود خور ہووے۔ پر میرے حکموں پر عمل کرے اور میری راہوں پر چلے۔ وہ اپنے باپ کے گناہوں کیلئے نہ مریگا۔ وہ یقیناً جیتا رہے گا اس کا باپ جو ہے۔ از بسکہ اس نے بے رحمی سے ستم کیا اور اپنے بھائی کو ظلم سے لوٹا اور اپنے لوگوں کے درمیان ایسا کام کیا جو اچھا نہیں۔ دیکھ وہ اپنی ہی بدکاری میں مرجائیگا۔ پر تم کہتے ہو۔ کہ کیوں کیا بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔ سو جبکہ بیٹے نے وہ جو شرع میں درست اور روا ہے۔ کیا اور اسنے میرے حکموں کو حفظ کیا۔ اور ان پر عمل کیا سو وہ یقیناً جئے گا۔

وہ جان جو گناہ کرتی ہے۔ سو ہی مرے گی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھاویگا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھاویگا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی۔ اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی۔ لیکن اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اسنے کی ہیں۔ باز آوے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے۔ اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے۔ تو وہ یقیناً جئیگا وہ نہ مریگا۔ اسکے سارے گناہ جو اس نے کئے اس کے لئے محسوب نہ ہونگے۔ اپنی راستبازی میں جو اسنے کی وہ جئے گا۔ خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ کیا مجھے اس سے کچھ شادمانی ہے۔ کہ شریر مر جاوے۔ اور اس سے نہیں کہ وہ اپنی راہوں سے باز آوے۔ اور جیوے۔ حزقی ایل ۱۸ / ۱ تا ۲۳

مذکورہ حوالہ سے ظاہر ہوگیا۔ کہ شریر کی شرارت کے عوض شریر ہی کو سزا ہوگی نہ کہ صادق بھلا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیگا۔ حزقی ایل نبی کے مذکورہ کلام سے کفارہ کا رد بوضاحت تمام ثابت ہے۔ علاوہ ازیں یرمیاہ کفارہ کا رد بایں الفاظ کرتا ہے۔

آخری ایام میں یہ پھر نہ کہا جائیگا۔ کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے۔ اسکے دانت کھٹے ہونگے۔ یرمیاہ ۳۱ / ۲۹ و ۳۰

صاف ثابت ہو گیا۔ کہ عہد عتیق کی رو سے بھی کفارہ کا مسئلہ بالکل غلط اور مہمل ہے۔

(باقی آئندہ)

(عبدالخالق از تالیف)

مباحثہ کلانور

(کلانور میں ۲۷ و ۲۸ اگست ۱۹۲۰ء کو احمدیوں کا جلسہ تھا)

چار آدمی یعنی راقم مولوی محفوظ الحق صاحب علمی۔ شیخ چراغ الدین صاحب۔ اور حافظ سلیم احمد صاحب دعوت جلسہ کے مطابق ۲۷ کی شام کو کلانور پہنچ گئے۔ رات کیوقت مولوی محفوظ الحق صاحب نے ایک تقریر بر تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دعوی مسیح موعود کی ۲۸ کی صبح کو پھر تقریر دن کے لئے اعلان کیا گیا۔ لیکن مقررہ وقت ساکنان قریہ سے کوئی حاضر نہ ہوا۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ مباحثہ کیلئے ڈھنڈورہ دیا جائے۔ کہ جو شخص مباحثہ اور دعوی حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے اعتراض پیش کرے اور دو رقعے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب کی طرف اور دوسرا وہاں کے ایک حافظ صاحب (جو دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں) کی طرف جماعت احمدیہ کیطرف سے بدستخط شیخ گلاب الدین صاحب و مرزا اعظم بیگ صاحب بھیجا گیا۔ جب یہ رقعے بھیجدیئے گئے۔ اور مباحثہ کا چرچا ہونے لگا۔ تو لوگ اکٹھے ہونے شروع ہوئے۔ جب اچھا خاصہ مجمع ہو گیا۔ تو راقم نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر بر اثبات دعاوی مسیح موعود کی۔ جسکے بعد یہ کہا گیا۔ کہ اگر کسی صاحب کو اس تقریر پر اعتراض ہے۔ تو وہ کھڑا ہو کر اعتراض بیان کرے۔ ایک صاحب کھڑے ہوئے جو انہوں نے بیان کیا اور جو راقم نے اسکا جواب دیا۔ بصورت مکالمہ احمدی اور غیر احمدی درج ذیل ہے

غیر احمدی۔ میں مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے علم سے ہمیں مستفید فرمایا ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی تمام کے تمام فرقے ناری ہونگے۔ صرف ایک تہتر واں فرقہ ناجی ہو گا۔ وہ فرقہ کونسا ہے۔ کیوں اہلسنت والجماعت کا فرقہ نہیں ہے۔

احمدی۔ ناجی انہیں سے وہی فرقہ ہے۔ جو مسیح موعود کی اتباع کا مدعی ہے۔ جسطرح کہ یہود کے فرقوں میں سے ناجی فرقہ وہی تھا۔ جو مسیح ناصری کا متبع تھا پس ناجی احمدی جماعت ہی ہے۔ جو مسیح موعود کو مانتی ہے۔ نہ کہ نام نہاد اہلسنت والجماعت اسکے بھی چار فرقے ہیں۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ آپ بتائیں ان میں سے پھر کونسا ناجی ہے۔ دوسری دلیل اس بات کی کہ ناجی فرقہ جماعت احمدیہ ہے۔ یہ ہے کہ نبی کریمؐ ناجی فرقہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ وھی الجماعۃ کہ ناجی فرقہ جماعت ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ جماعت ایسے بہت سے لوگوں کا نام ہے۔ جنکا کوئی ایک امام ہو۔ جس کے وہ ماتحت چلیں۔ جیسے کہ مسجد میں اگر بہت سے لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھتے ہوں تو ان کے متعلق ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ جماعت ہو رہی ہے۔ ہاں اگر تین آدمی بھی ہوں۔ اور ایک ان میں سے امام ہو تو اسکے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت ہو رہی ہے۔ پس نبی کریم کا فرمانا۔ کہ وہ ناجی فرقہ ایک جماعت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو گا۔ اب احمدی جماعت کے سوا دوسرے فرقوں میں کوئی ایسا فرقہ نہیں جو کسی ایک امام کے ماتحت کام کرتا ہے۔ پس وہ فرقہ ناجیہ مسیح موعود ہی کی جماعت ہے۔ جسکا نام ہی جماعت احمدیہ ہے۔

غیر احمدی۔ جب کہ نبی کریمؐ نے تہتر فرقوں کے ہو جانیکی پیشگوئی فرمائی ہے۔ تو ان کو کیوں احمدیت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور یہ اکٹھے کسطرح ہو سکتے ہیں۔

احمدی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ میری امت بہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی اور اسلام میں طرح طرح کی بدعات پھیلینگی۔ اسواسطے مسیح موعود کو بھیجا جائیگا۔ جو تمام فرقوں کو ایک دین پر جمع ہونیکے لئے ہدایت کرے گا۔ اور وہ تہتر واں فرقہ ہو گا۔ جو ناجی ہو گا۔ اور وہ اکٹھے اسی طرح ہونگے۔ جسطرح کہ تم جماعت احمدیہ کو دیکھ رہے ہو۔ کہ کوئی ان میں سے پہلے حنفی تھا کوئی اہل حدیث کوئی شیعہ غرض انہیں فرقوں سے نکل کر یہ تہتر واں فرقہ ناجیہ بن گیا ہے۔ پھر ایک اور دلیل جماعت احمدیہ کے ناجی ہونیکی یہ بھی ہے۔ کہ احمدی جماعت کے سب ہی مخالف ہیں۔ اور اسکا مقابلہ ہر ایک فرقہ کرتا ہے۔ مثلاً حنفیوں اور اہل حدیث کا یا سنی شیعہ کا آپس میں بحث مباحثہ رہتا ہے۔ لیکن احمدیوں کے مقابلہ میں سب ایک ہو جاتے ہیں۔

غیر احمدی۔ جبکہ مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں منقسم ہونے سے آنحضرتؐ کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے تو مرزا صاحب کو کیوں منواتے ہو۔

احمدی۔ کیا حضرت عیسیٰؑ نے یہود کے بہتر فرقوں سے اپنے آپ کو منوانا چاہا تھا یا نہیں۔ پس جسطرح انہوں نے یہود سے کہا تھا۔ کہ مجھ کو مانو اسیطرح مسیح موعود نے اپنے وقت کے فرقوں سے کہا کہ مجھے مانو۔

اسپر وہ صاحب تو خاموش ہو گئے۔ اور دوسرے صاحب اٹھے۔ کہنے لگے کہ آپ نے اپنی تقریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ثابت کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے۔ لیکن مرزا صاحب رسالہ اسلامی اعلان میں لکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نقائص سے پاک نہیں"۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کہیں نہیں لکھا اور نہ ہی رسالہ اسلامی اعلان آپ کی کوئی کتاب ہے۔ تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے۔ آپ یہ کہیں نہیں دکھا سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کی ہر ایک کتاب میں تقدیس کی ہے۔

غیر احمدی۔ ہمارے پاس اسوقت کتاب نہیں ہے

احمدی۔ آپ نے ایسی بات کیوں پیش کی جس کے اثبات کی آپ طاقت نہیں رکھتے تھے۔ آخر اسکو لوگوں نے کہہ دیا کہ آپ پیچھے ہٹ بیٹھ جائیں۔ انکے مقابل میں کوئی عالم چاہیئے۔

اسکے بعد حافظ صاحب (دیوبندی) تشریف لائے۔ اور مباحثہ نبوت مسیح موعودؑ پر شروع ہوا وقت دو گھنٹہ رکھا گیا۔ اور دس دس منٹ کی باری مقرر ہوئی۔ اب میں مختصراً اس مباحثہ کو احمدی اور غیر احمدی کے عنوان سے شروع کرتا ہوں۔

غیر احمدی۔ نبیوں کی علامت بلکہ ایمانداروں کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ دنیا سے متنفر ہو دنیا کے مال کو جمع کرنیوالا نہ ہو۔ اور اس کی کوئی جائیداد نہ ہو۔ جیسا کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی جائداد تھی اسلئے وہ نبی نہیں ہو سکتے۔

احمدی۔ اگر نبی کیلئے مال یا جائداد کا نہ ہونا شرط ہے۔ تو حضرت سلیمان نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بادشاہ تھے۔ اور تمہارے نزدیک یہ مسلم بات ہے۔ کہ ان کے پاس سونے کی اینٹیں تھیں۔ اور وہ صرح ممرد من قواریر کے مالک تھے۔ پس اسیطرح حضرت داؤد بھی بادشاہ تھے۔ اور وہ جاگیروں اور جائدادوں کے مالک تھے۔ تو وہ کیسے نبی ہو سکتے ہیں۔ پس حضرت مسیحؑ کی نبوت سے انکار کرنے سے پہلے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا۔

غیر احمدی۔ اچھا میں اس کو واپس لیتا ہوں پھر نبیوں کی علامت بخاری شریف میں نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث آئی ہے۔ کہ نبی نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے۔

احمدی۔ بخاری شریف کی حدیث میں معاشر کا لفظ نہیں ہے۔ اور یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ اور اس کی تفسیر حضرت عائشہؓ نے یوں کی ہے۔ یعنی نفسہ کہ نبی کریمؐ اپنے نفس کو مراد لیتے ہیں۔ ورنہ ورث سلیمان داؤد کی رو سے حضرت سلیمان وارث ہونے کے لحاظ سے اور حضرت داؤد موروث ہونیکے لحاظ سے نبی نہیں ہو سکتے۔ اور انبیاءؑ کی صداقت کے معیار یہ نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن مجید نے جو بیان کئے ہیں وہ پیش کرتا ہوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک کہ اگر کسی نبی پر وہی اعتراض کئے جائیں۔ جو پہلے انبیاء پر کئے گئے ہیں۔ تو وہ لامحالہ صادق ماننا پڑیگا اسیطرح مسیح موعودؑ پر دو بڑے بڑے اعتراض کئے گئے۔ ایک تو یہ کہ آپ اسواسطے مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ اسی طرح یہ اعتراض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہود نے کیا تھا۔ کہ ایلیاہ آسمان پر زندہ ہے۔ جبتک وہ نہ آئے ہم تجھے نہیں مان سکتے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا۔ کہ نبی کریمؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے آپ نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ یہ اعتراض بھی پہلے ہو چکا ہے۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے قرآن مجید میں آتا ہے ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا حالانکہ بہت سے انبیاء آئے۔ پھر نبی کریمؐ کے آنے سے پہلے بھی یہ عقیدہ تھا۔ جیسا کہ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً سے ظاہر ہے۔

دوسرا معیار۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ پیش کیا۔ کہ آپ کے دعوےٰ سے پہلے عمر کے حصہ کو دیکھنا چاہیئے۔ اس حصہ کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی گواہی ہے کہ آپ جیسا گذشتہ تیرہ سو صدیوں میں دین کے راستہ میں مالی جانی قربانی کرنیوالا کوئی شخص نہیں گذرا۔

(۲) وہ حدیث جسمیں ابو سفیانؓ اور ہرقل کا مکالمہ درج ہے۔ پڑھیئے اسمیں بھی ہرقل نے یہ سوال کیا کہ انتم تتھمونہ بالکذب قبل ان یقول ما قال قال لا۔ پس اس معیار سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ دعویٰ سے پہلے آپ کو کسی نے متہم بالکذب نہیں کہا۔

غیر احمدی۔ ما یقال لک معیار صداقت نہیں ہے۔ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے ہے۔

احمدی۔ تسلی کس بات کی اس بات کی کہ آپ سچے رسول ہیں۔ کیونکہ آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ جو دوسرے انبیاء کیساتھ کیا گیا۔ اور وہی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ جو پہلے انبیاء پر کئے گئے۔ معیار صداقت تو خود ہو گیا ؛

غیر احمدی۔ ہمیں کیا معلوم کہ مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ یا نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہو۔ ہمارے پاس کونسی ڈائری یا سوانح عمری ہے۔ اور انہوں نے تو ملازمت بھی کی ہے۔

احمدی۔ امکان کوئی دلیل نہیں ہوتا۔ ہرقل کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی ڈائری یا سوانح عمری محفوظ تھی۔ کہ اس نے یقین کرلیا۔ کہ واقعی آپ سچے ہیں۔ پس جسطرح کہ ابوسفیان کی شہادت صداقت کی دلیل قرار دی جاتی ہے۔ تو اسی طرح مولوی محمد حسین کا براہین احمدیہ پر ریویو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔

رہی ملازمت اگر ملازمت منافی نبوت ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضرت موسیٰ کی نبوت سے بھی انکار کرنا پڑیگا کیونکہ آنحضرتؐ نے اجرت پر بکریاں چرائی ہیں۔ اور نیز حضرت خدیجہ کا مال تجارت اجرت پر شام میں بیچنے کیلئے گئے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ نے بھی دس سال اجرت پر بکریاں چرائی ہیں۔ (اور حضرت یوسفؑ کی ملازمت کا ذکر قرآن مجید میں ہے)

غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے باوجود نبی ہونے کے حج نہیں کیا۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعودؑ چونکہ امتی بھی تھے اور نبی بھی۔ آپ کوئی علیحدہ شریعت تو لائے نہیں تھے۔ اسلئے آپ پر حج جبھی فرض ہوسکتا تھا۔ کہ جو حج کے فرض ہونیکی شرائط ہیں۔ پوری ہوجائیں۔ اور حج کے فرض ہونیکی شرط من استطاع الیہ سبیلا ہے۔ چونکہ رستہ امن والا نہیں تھا اسلئے آپ نے خود حج نہ کیا۔ دوسری وجہ یہ کہ اگر آپ حج کیلئے جاتے تو یہ قرآن مجید کی آیت ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے خلاف تہا باینوجہ کہ ادھر تو مولویوں نے مکہ مدینہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے اور آپ کو مستوجب قتل قرار دیا تھا۔ دوسری طرف آپ کو حج کیطرف اکسانے لگے۔ کہ آپ حج کرینگے۔ اور وہاں کوئی ایسی عادل سلطنت بھی نہ تھی۔ کہ کوئی پوچھنے والا ہو۔ پس ایسی جگہ جانا قرآن مجید کے خلاف تھا۔ دوسرا طریق حج کا شریعت میں یہ تھا۔ کہ کسی سے حج کروایا جائے سو وہ حج بدل ہوگیا۔

غیر احمدی۔ باوجود نبی ہونیکے لوگوں سے ڈر کر حج کیلئے نہ گئے۔

احمدی۔ اگر مادی اسباب کو استعمال میں لانا ثبوت خوف ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے نکلکر جانا اور غار میں تین دن تک چھپے رہنا بھی خوف میں شامل ہے۔ لہٰذا ڈرنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی نہیں ہوسکتے؛

غیر احمدی۔ نبی تو امکنۂ مقدسہ کو فتح کیا کرتا ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

احمدی۔ اگر نبی کیلئے امکنۂ مقدسہ کو فتح کرنا شرط ہے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی میں بیت المقدس کو فتح نہیں کیا۔ اور نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کعبہ بیت المقدس کو بھی فتح نہیں کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔ یقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم۔ لیکن قوم نے انکار کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا انہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ چالیس سال کیلئے انپر حرام ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ اور اسکو اپنی زندگی میں فتح نہ کرسکے لہٰذا آپ کا اعتراض ان کی نبوت پر بھی ہے۔

غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے کیا کام کیا صرف یہ کہ چند کتابیں لکھدیں۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے وہی کام کیا جو آپ کا کام احادیث میں بتلایا گیا تھا آپ نے تمام غیر مذاہب کا رد کیا۔ اور اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کر دکھایا۔ اور اس علمی زمانہ میں (جیسا کہ واذا الصحف نشرت اس زمانہ کے لئے پیشگوئی تھی) علمی معجزہ ہی دکھانا مناسب تھا سو حضرت مسیح موعودؑ نے کئی کتابیں لکھیں۔ اور ان پر انعام بھی مقرر کیا۔ جیسے اعجاز احمدی پر دس ہزار روپیہ۔ براہین احمدیہ پر دس ہزار روپیہ کرامات الصادقین پر ایک ہزار روپیہ پھر لفظ توفی پر ایک ہزار روپیہ مقرر کیا لیکن جواب کسی نے نہ دیا۔ پس یہی آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ اور لڑائی تو اس نے نہیں کرنی تھی۔ جیسا کہ حدیث یضع الحرب سے ظاہر ہے۔

غیر احمدی۔ احمدی تاویل کرکے معنوں کو بگاڑتے ہیں۔ واذا الصحف نشرت تو قیامت کے متعلق ہے۔ نہ دنیا کیلئے۔ پھر یضع الحرب کے معنے یہ ہیں۔ کہ مسیح اتنا جنگ کریگا۔ کہ سب کو مسلمان بنالیگا۔ یہاں تک کہ لڑنے کی ضرورت نہیں رہیگی؛

احمدی۔ ہم معنوں کو نہیں بگاڑتے۔ بلکہ آپ قرآن شریف کی تحریف کر رہے ہیں۔ اگر یہ قیامت کے دن ہوگا۔ تو واذا البحار فجرت واذا العشار عطلت کا کیا مطلب ہے۔ کہ اس دن دریاؤں سے نہریں نکالی جائیں گی۔ اور اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ یضع الحرب کے اگر یہی معنے ہیں کہ وہ زبردستی جنگ کے ساتھ مسلمان بنائے گا۔ تو یہ تین وجہ سے باطل ہے۔ ایک تو اسلئے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین کیونکہ زبردستی منوانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا اور دوسرے اسوجہ سے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ اور اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ آیات سے ثابت ہے۔ کہ سب مسلمان نہیں ہوسکتے۔ تیسرے اسوجہ سے کہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ قیامت اشرار الناس پر قایم ہوگی۔ لیکن آپ کے نزدیک اسوقت تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان ہونگے۔ وہ اشرار الناس کس طرح ہونگے:

غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے معجزات سے انکار کیا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے معجزات سے انکار نہیں کیا۔ ہاں اتنا آپ نے فرمایا ہے کہ مسیحؑ نے حقیقی مردہ زندہ نہیں کئے۔ کیونکہ مُردوں کا زندہ ہونا آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے باطل ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جوان انصاری مرگیا تھا۔ انصار اسکو رسول اللہ کے پاس لائے اور عرض کی کہ ادع اللہ یحییہ لنا تو آپ نے جواب دیا۔ کہ استغفروا لصاحبکم اب سوائے استغفار کے اسکے لئے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس مسیحؑ نے بھی احیاء موتی ویسا ہی کیا۔ جیسا کہ نبی کریمؐ کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔

غیر احمدی۔ اگر مسیحؑ کے مردہ زندہ کرنے میں خصوصیت نہیں تھی۔ تو حضرت مسیحؑ نے واحی الموتیٰ کہکر اپنی کونسی خصوصیت بیان کی اسکی کوئی خصوصیت ہونی چاہیئے:

احمدی۔ حضرت مسیحؑ تو خود اپنی طرف احیاء کو منسوب کرتے ہیں۔ لیکن جسکی طرف خود خدا تعالیٰ منسوب کرے۔ اس کی تو خصوصیت زیادہ ہونی چاہیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خدا تعالیٰ احیاء منسوب کرتا ہے۔ جیسا کہ لما یحییکم سے ظاہر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احیاء سے حقیقی احیاء مراد نہیں ہے۔ پس کسطرح اور کونسی چیز موجب ترجیح ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کے احیاء موتیٰ سے حقیقی احیاء موتیٰ مراد لیا جائے:

غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ میرا نکاح محمدی بیگم سے آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ لیکن وہ نکاح میں نہ آئی:

احمدی۔ یہ پیشگوئی شرطی تھی۔ کہ اگر یہ نکاح یا توبہ نہ کرینگے۔ تو ان پر عذاب نازل ہوگا۔ جیسا کہ اسکے ساتھ الہام تھا۔ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ پس جب انہوں نے نکاح نہ کیا۔ تو الہام کے مطابق عورت کو سزا ملی۔ کہ اسکا خاوند تین سال کے اندر مرگیا۔ جب وہ مرگیا۔ تو الہام کے مطابق سلطان محمد کو سزا ملنی چاہیئے تھی۔ لیکن اس نے دوسری شرط توبہ سے کام لیا اور بہت سے ان کے رشتہ دار سلسلہ بیعت میں داخل ہوگئے۔ اسطرح پر ان سے وہ عذاب ٹل گیا۔ پس یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور آسمانی نکاح بمطابق آیت یمحو اللہ ما یشاء و یثبت محو ہوگیا۔ اور بمطابق آیت ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا۔ ایک نشان کی بجائے دو نشان دکھائے۔ ایک احمد بیگ کے مرجانیکا دوسرے سلطان محمد کے توبہ کرکے بچ جانیکا ہاں اگر کوئی کہے کہ سلطان محمدؐ نے توبہ نہیں کی تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے۔

فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمدؐ کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اسکے بعد جو خدا تعالیٰ میعاد مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔

پھر لکھتے ہیں۔

ضرور ہے۔ کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کردے سو اگر جلدی کرنا ہے۔ تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔

پس باوجود اتنی تحدی اور غیرت دلانے کے اسکا اشتہار نہ لکھنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اس نے توبہ کی ہے:

پس ایک نشان کی بجائے دو نشان ہوئے۔ اور اگر یہ پیشگوئی غلط نکلی ہے۔ اور اس وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ جھوٹے ہیں۔ تو پھر حضرت یونسؑ کو بھی جھوٹا ماننا پڑیگا۔ کیونکہ ان کی پیشگوئی کہ آسمان پر فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ چالیس دن کے اندر تم پر عذاب بھیجا جائیگا۔ لوگوں کی توبہ سے ٹل جانیکی وجہ سے آپ کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔ اسلئے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے انکار سے پہلے حضرت یونسؑ کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا:

غیر احمدی۔ آتھم کی پیشگوئی ظاہری لفظوں میں پوری نہیں ہوئی۔

احمدی۔ ظاہری لفظوں میں پوری ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ بھی شرطی پیشگوئی تھی۔ اسمیں صاف لکھا ہے۔ بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کرے پس اسنے رجوع کیا۔ اسلئے وہ نہ مرا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان کیا کہ آتھم حلف اٹھا جائے کہ میں نے رجوع نہیں کیا۔ پھر وہ سزا دیکھے۔ حضرت صاحب نے کئی اشتہار دئے مگر آتھم نے قسم نہ کھائی۔ اسلئے آخری اشتہار میں حضرت صاحب نے قطعی پیشگوئی کی۔ کہ وہ ایک سال کے اندر مرجائیگا۔ آخر وہ سات مہینے گذرنے پر مرگیا۔ اسطرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر حضرت صاحب نے انجام آتھم میں سب مولویوں کے نام لکھکر مباہلہ کے لئے بلایا۔ کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور آتھم نے رجوع نہیں کیا۔ تو آؤ مباہلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرلو۔ لیکن کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔

غیر احمدی۔ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا صاحب فوت ہوگئے۔ اسلئے وہ حسب اپنی دعاء کے کاذب ہوئے:

احمدی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار دیا۔ جسمیں ایک طریق فیصلہ لکھا۔ کہ دعا کیجائی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ اور منظوری ثناء اللہ پر چھوڑی اور اس کے آخر میں لکھا کہ اب جو چاہے ثناء اللہ اسکے نیچے لکھدے۔ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے یعنی اگر ثناء اللہ اس طریق فیصلہ سے راضی ہے تو منظور کرے۔ اور اگر راضی نہیں اور کوئی اور طریق فیصلہ بتاتا ہے۔ تو وہ پیش کرے۔ جو پیش کرے گا۔ اسکے مطابق فیصلہ ہوگا۔ آخر اسنے اسکے نیچے یہ لکھا۔ کہ یہ کوئی طریق فیصلہ نہیں ہے۔ اور یہ تحریر مجھے کسی طرح بھی منظور نہیں ہے۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔ ہاں لمبی عمر پانیوالا دغاباز۔ مفسد۔ جھوٹا۔ فریبی۔ مکار ہے۔ لہٰذا جو اسنے فیصلہ کا طریق سمجھا۔ اسکے مطابق خداتعالیٰ نے فیصلہ کردیا:

غیر احمدی۔ پادریوں کو دجال کہا۔ پھر انہی کے ماتحت رہے۔

احمدی۔ پادریوں کے ماتحت نہیں رہے۔ ان کا سلطنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور حدیث کے مطابق اسی سلطنت کے ماتحت ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اس سلطنت کی متعلق پیشگوئی تھی۔ اور نیز مسیح ناصری کیساتھ مشابہت تامہ ہونیکی وجہ سے ضروری تھا۔ کہ آپ اہل کتاب کی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کرتے۔ جسطرح کہ مسیح ناصری نے اہل کتاب یہود کی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کی اور جسطرح کہ مسیح کو مقدمات میں پیلاطوس بادشاہ کی عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی عدالتوں میں حاضر ہونا پڑا۔

یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ آخری دفعہ جب حافظ صاحب (غیر احمدی) نے تقریر کی اور اس کے بعد ہماری باری تھی۔ تو حافظ صاحب کرسی سے اٹھکر چلنے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ اور آپ کے ہمراہیوں نے کفار مکہ کی سنت ما کانت صلاتھم عند البیت الا مکاء و تصدیة پر ناقص طور پر عمل کیا۔ کیونکہ تالیاں بجائیں۔ لیکن سیٹیاں ان کے پاس نہیں تھیں۔ اس پر بعض غیر احمدیوں اور ہندوؤں نے انکو سمجھایا کہ احمدیوں کو ان کا وقت دینا چاہیئے بہت اصرار اور مجبوری سے حافظ صاحب کو بٹھایا گیا۔ اسطرح پر خداتعالیٰ کے فضل سے دن کا مباحثہ ختم ہوا۔

رات کا مباحثہ

غیر احمدیوں نے صبح کی ہزیمت مٹانیکے لئے شام کے وقت ہمیں مناظرہ کے لئے لکھا۔ اسکے جواب میں لکھا گیا۔ کہ ہمیں یہ چیلنج منظور ہے۔ اور ۸½ بجے شام کا وقت مقرر کیا گیا۔ لیکن تمام کلانور کے بہت سے غیر احمدیوں اور ہندوؤں نے ہمیں کہا۔ کہ ان کی فساد کرنیکی منشا ہے لہٰذا ہمنے تھانہ میں اطلاع دی۔ اور منشی گوکل چند صاحب جو قائمقام تھانہ دار تھے تشریف لے آئے۔ اور دوسرے انکی طرف ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا۔ کہ ہم مناظرہ شروع کرنیسے پہلے چند شرائط کا تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایک یہ کہ امن کے ذمہ وار آپ ہونگے۔ دوسرے اسوقت سائل ہم ہونگے۔ جسکے جواب میں ہمیں لکھا گیا کہ امن بذمہ فریقین ہوگا۔ دوسرے سائل آپ ہی ہونگے۔ لیکن مسئلہ نبوت کے متعلق۔ چونکہ وقت مناظرہ کا ہوچکا تھا۔ اسلئے ہم جائے مناظرہ میں آگئے۔

جب مناظرہ شروع ہونے لگا۔ تو ایک انگریزی خوان صاحب کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ صبح کے مناظرہ میں حافظ صاحب اکیلے تھے اور مدمقابل مناظر نوٹ بھی کرسکتا تھا۔ لہٰذا اسوقت میں اور حافظ صاحب دونو آپ کے ساتھ مناظرہ کرینگے۔ جواب دیا گیا۔ کہ دونو اکٹھے کس طرح جواب دینگے۔ یہی ہوسکتا ہے۔ باری باری مناظرہ کرلیں۔ آخر دو گھنٹہ مباحثہ کا وقت قرار پایا۔ اور ایک گھنٹہ بی اے صاحب مناظرہ کریں۔ اور ایک گھنٹہ حافظ صاحب اسکے بعد مینے بیان کیا۔ چونکہ اسوقت مجھے سائل مانا گیا ہے۔ اس لئے میں جو چاہوں۔ سوال کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ نبوت کے متعلق سوال کرو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ نبوت کے متعلق تو انہوں نے سوال کئے تھے۔ اور یہ سائل تھے۔ اسی پر میں کیسے سائل ہوسکتا ہوں لہٰذا میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر بیان کرتا ہوا ان پر ایک سوال کرتا ہوں۔ آخر میں نے یہ ثابت کیا۔ کہ حضرت صاحب کو دعویٰ کی بناء وفات مسیح کا عقیدہ ہے۔ اسلئے میں ان سے سوال کرتا ہوں۔ کہ ان کے نزدیک مسیح زندہ ہے یا مردہ۔

بی اے۔ اس مسئلہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں۔ آپ نبوت پر بحث کریں۔

احمدی۔ اس مسئلہ پر بحث کرنیکی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک کسی آنیوالے کی جگہ خالی نہ کیجائیگی۔ دوسرا کیسے آسکتا ہے۔ اور ہماری تقریریں صداقت دعاوی مسیح موعودؑ پر ایسی پبلک میں کچھ اثر نہیں ڈال سکتیں جن کے ذہنوں میں یہ مرکوز ہے۔ کہ مسیح ناصری آسمان پر زندہ موجود ہے۔ کیونکہ ہماری سب دلائل کے بعد ان کا یہ کہدینا کہ مرزا صاحب کیسے مسیح موعود ہوسکتے ہیں۔ جبکہ مسیح ناصری آنے والا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمان پر زندہ موجود ہے۔ کری کرائی محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ پر پہلے بحث کرنا ضروری ہے۔

بی اے۔ اچھا ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ مسیح مر گیا آپ نبوت کا ثبوت دیں۔

احمدی۔ میں آپ سے فرض نہیں کرواتا۔ لیجئے میں کاغذ بھیجتا ہوں۔ آپ اس پر لکھدیں۔ کہ مسیح ناصری مر گیا ہے۔

بی اے۔ انسان وہ ہوتا ہے۔ جسکا قول و فعل ایک ہو۔

احمدی۔ اسی لئے تو میں کاغذ بھیجتا ہوں۔ کہ آپ لکھدیں تاکہ آپ کا قول و فعل ایک ہو جائے۔ لیکن بی اے صاحب لکھنے سے جھجک گئے اور لکھکے نہ دیا۔ آخر انہی کے پریذیڈنٹ نے (جو ایک پنشنر تھانہ دار تھے) حافظ صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ حافظ صاحب آپ حیات مسیح کا ثبوت دیدیں۔

حافظ صاحب۔ ان کے لئے ضروری تو یہی ہے کہ نبوت ثابت کریں۔ حیات مسیح پر تو بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ مسئلہ صداقت مرزا صاحب اور حیات مسیح کے درمیان لزوم کیسا ہے۔

احمدی۔ ایک طرف تو مجھے آپ سائل مانتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ سوال وہ کرو۔ جو ہم کہتے ہیں یا جسکا ہمیں جواب آتا ہے۔ سائل جو چاہے سوال کرے۔ ان کے درمیان لزوم ظاہر ہے وفات مسیح کا مسئلہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوٰی کی بناء ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح ناصری آسمان پر زندہ موجود ہے۔ تو مرزا صاحب کے سب دعاوی باطل ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں رہتی پس عقلاً بھی ہم کہتے ہیں۔ کہ پہلے اس مسئلہ پر بحث کرنا ضروری ہے۔ بجائے اسکے جو ہم نبوت اور دعوٰی مسیحیت و مہدویت یا اور کسی پر بحث کریں۔ بہتر یہی ہے۔ کہ ایک چھوٹا سا مسئلہ لیکر بحث کا خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح زندہ آسمان پر ثابت ہو جائیں تو پھر کسی دوسرے مسئلہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اگر حیات ثابت نہ ہو تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ترتیب وار بحث ہو گی۔

بی اے۔ ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ ابن مریم مر گیا علم ریاضی میں کسی دعوٰی کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی چیزوں کو فرض کر سکتے ہیں۔

احمدی۔ عجیب بات ہے کہ ایک کا جواب دیا جاتا ہے۔ دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے حافظ صاحب نے لزوم پوچھا۔ تو لزوم بتایا۔ آپ پھر اپنے فرض کو لے بیٹھے۔ میں ایسے فرض نہیں کرواتا۔ آپ اس بات کو مانتے ہیں یا نہیں کہ قرآن مجید و احادیث کی رو سے مسیح ناصری وفات پا گئے ہیں۔ اگر آپ کو وہمی فرض کرنیکی عادت ہے۔ تو مرزا صاحب کی نبوت کیوں نہیں فرض کر لیتے۔ اسکے بعد بی اے صاحب نے تو اپنی کمزوری کا اظہار کیا کہ میں تو بیمار ہوں اور قائمقام تھانہ دار صاحب منشی گوکل چند صاحب نے سب لوگوں کو خاموش کر کے کہا۔ کہ حافظ صاحب کیوں حیات مسیح کا ثبوت نہیں دیدیتے۔ جبکہ احمدی مانتے ہیں۔ کہ مسیح کی زندگی سے مرزا صاحب کے سب دعاوی باطل ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں کے پٹواری صاحب جو غیر احمدی تھے کہنے لگے۔ کہ اگر احمدیوں کا ایک لڑکا اور ہمارے جیسے مولوی ہوں۔ تو حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر اس سے بحث نہیں کر سکتے۔ پھر حافظ صاحب اٹھے۔ اور مہدی کے آنے اور کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب الخ کی تشریح بیان کی۔ اور تقریر کو ختم کر کے جھٹ پٹ ہاتھ دعا کیلئے اٹھانے سے پہلے منہ پر پھیر کر والغوا فیہ پر عمل کیا۔ ہم وقت مانگتے رہے۔ لیکن کثیر تعداد انہی کی تھی جو کہ شور ڈال رہے تھے۔ اس لئے ہمیں تقریر کا موقعہ نہ ملا۔ اور ان کو بھی شرارت کا موقعہ نہ ملا۔ وہ لوگ گھر سے حافظ صاحب کو مجلس میں پگڑی باندھنے اور گلے میں کلیوں کے ہار ڈالنے کیلئے لائے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہی انکے گلے میں ھار (شکست) کا ہار ڈالدیا۔ اور تمام کلانور میں ایک کہرام مچگیا۔ اور گلی گلی میں اسکے متعلق باتیں ہونے لگیں۔ کہ احمدیوں کو وقت نہیں دیا گیا۔ اس طرح پر وہاں کا مباحثہ خدا کے فضل سے کامیابی سے ختم ہوا۔ خدا تعالےٰ سعید روحوں کو ہدایت بخشے۔ آمین

والسلام

نیاز مند جلال الدین شمس سیکھوانی مولوی فاضل

"امیر قوم" کا جان رُبا لیکچر :-

پیغام بلڈنگس کے "امیر غیر مطاع" کے شیدائی بھی عجیب دل و دماغ کے انسان ہیں۔ شملہ کی بلند و بالا چوٹیوں سے آپکا ایک جان نثار وقائع نگار لکھتا ہے۔ کہ حضرت امیر کے لیکچر کا "جان رُبا" حصہ رہ گیا۔ دلربا تو عام لفظ تھا اس لئے اس دشمن حق۔ فدائی باطل کو پسند نہ آیا۔ اور جان رُبا لکھدیا۔ اس حماقت پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ایک سردار کا قصہ دہرانا پڑتا ہے۔ جسنے اپنے منشی کو اس قصور پر برخاست کر دیا۔ کہ اسنے سردار مذکور کے افسر کو چٹھی لکھتے ہوئے نام کیساتھ "فدوی" کیوں لکھا کہ یہ تو عام لوگوں کیلئے ہے۔ "فدوا" لکھنا چاہئے تھا۔ جب دوسرے محرر تشریف لائے تو انہوں نے اپنے سردار کے بیٹے کالو کو "فالو" لکھا۔ کہ حضور کچھ تو دوسروں سے امتیاز رہے۔ "امیر قوم" کو بھی ایسے لٹریچر کے مایہ ناز فرزندوں کے حصول پر مبارکباد عرض ہے۔ جو آپ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلاوطنوں کی کہانی
الفقیہ کی زبانی

امرتسر سے جو لوگ ہجرت کر کے کابل گئے تھے۔ انمیں سے بہت لوگ واپس آگئے۔ یہ لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں اسمیں بہت سا تضاد اور تناقض پایا جاتا ہے۔ اور یہ رائے قایم نہیں ہو سکتی۔ کہ انکی واپسی کا اصلی سبب کیا ہے ؛

ہمنے آجتک ہجرت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے خیال میں ہجرت کا وقت نہیں۔ اگر کسی ملک کے مسلمانوں کے لئے ہجرت فرض ہو تو مقتداء اور لیڈروں کو سب سے پہلے قدم اٹھانا چاہیئے۔ علماء کرام جو اسباب ہجرت کے بتاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی سبب بھی اسوقت موجود نہ تھا۔ لیکن ہم اپنے خیالات اور علمائے کرام کی تصریحات کو ظاہر کرنے سے اس لئے قاصر رہے۔ کہ موجودہ شورش کے زمانہ میں عوام کے دل پر ہجرت کا فتوی ایسا نقش کالحجر ہو گیا تھا۔ کہ اسکے خلاف کوئی آواز سننا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ ہمارے شہر کے دو بزرگ مولوی صاحبان نے لوگونکو سمجھانا شروع کیا۔ کہ فتوی ہجرت قبل از وقت ہے۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام شہر انکے مخالف ہو گیا۔ اور ان پر الزام لگا دیا گیا۔ کہ یہ گورنمنٹ سے تنخواہ لیتے اور محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی۔ میں کام کرتے ہیں۔ حالانکہ انکے دلوں میں اسلامی محبت اور خلافت کی حمایت اور اماکن مقدسہ کے نکل جانیکا درد اس حد تک ہے کہ یقیناً شور مچانیوالے ایکٹروں کے نصیب میں نہیں ہو سکتا۔ ان کو گالیاں دی جاتی تھیں برا بھلا کہا جاتا تھا۔ اور وہ بیچارے خاموش تھے۔

اب جبکہ کچھ مہاجرین بیک بینی و دو گوش واپس آئے تو ان کے بیانات سے عوام کالانعام نے پہلو بدلا۔ اور جس زبان سے جلالتماب شہریار کابل کو دعائیں دیتے اور تعریف کرتے تھے۔ اسی زبان سے تمام افغانونکو گالیاں دے رہے ہیں ساتھ ہی ایڈیٹران اخبارات جو ہجرت پر زور دے رہے تھے۔ اور مولوی عبدالباری صاحب جنہوں نے ہجرت کا فتوای دیا۔ ان کی گالیوں کے تبروں کا ہدف ہو رہے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ اسلامی معاملات نا اہل ہاتھوں میں آگئے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہے۔ جو ظہور میں آیا۔ جن لوگوں نے لیڈر بننا چاہا۔ وہ لیڈر بن گئے۔ قوم اور ملک نے ان کی خوب گیت گائے۔ مگر اب امرتسر میں انکی جو عزت ہے۔ اسکا شاید انکو علم نہیں۔ ہم حیران تھے۔ کہ جو لوگ یہاں نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔ کبھی کوئی اسلامی کام نہیں کرتے۔ وہ مہاجرین کی صف میں سب سے پہلے نظر آئے۔ اور وہی مجنون جنکے دماغ میں ہجرت کا سوداء ضرورت سے زیادہ دگریاں تھا۔ اس ملک کو دارالحرب سے بھی زیادہ بڑا انگریزوں کو اول درجہ کا ظالم سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہاں مرنا حرام موت مرنا ہے۔ آج واپس آکر انگریزوں کی تعریف مسلمانوں کی مذمت کرنے پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ترکوں۔ عربوں۔ اور افغانوں کو پانی پی پی کر کوس رہے ہیں۔ کوئی عقلمند ان بیانات کو سنکر کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن عوام ہیں کہ انہیں بیانات کو وحی آسمانی سے بھی بڑھ کر وقعت دے رہے ہیں۔ ان کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) علاقہ کابل میں کوئی زمین فالتو نہیں۔ جہاں غیر ملکی آدمی آباد ہو سکیں ؛

(۲) کابل کے لوگ مہاجرین کے سخت دشمن اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو روٹی کابلیوں کو تین پیسہ پر ملتی ہے۔ وہ مہاجرین کو دو دو آنہ پر دیتے ؛

(۳) بھوک اور پیاس اور شدت گرمی سے بکثرت مہاجرین فوت ہو گئے۔

(۴) نجاری آہنگری حجامت کوئی کام مہاجرین کیلئے نہ تھا۔ ایک نجار نے بڑی خوشامد سے ایک جگہ نصف دن کام کیا۔ کابلیوں نے اسے ملامت کی۔ کہ ہندی کو کیوں کام دیا۔ چنانچہ اسکو کام پر سے ہٹا دیا۔ اور مزدوری نہ دی۔

(۵) ایک حجام نے بڑی مشکل سے ایک دوکان ہندو کی معرفت کرایہ پر لی۔ اسے جھاڑو سے صاف کر رہا تھا۔ کہ کابلیوں نے مار کر نکالدیا۔ اور کہا کہ ہم ہندی کو ہرگز دوکان نہیں کھولنے دینگے۔

(۶) اہل کابل امیر صاحب کے مخالف ہو گئے۔ کہ کیوں ہندیوں کو بلایا۔ اسلئے امیر صاحب پر گولیاں چلائیں۔ ۲ فیر ان پر ہوئے۔ مگر وہ قسمت سے بچ گئے۔ اب خوف کے مارے امیر صاحب شہر سے باہر کئی میل کے فاصلے پر روپوش ہیں ؛

(۷) مسجدونمیں صرف نماز جمعہ کیوقت لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ باقی ہفتہ بھر کی پانچوں نمازوں میں بالکل کوئی مسجد میں نہیں آتا۔ اور نہ کوئی نماز پڑھتا ہے۔

(۸) جن مہاجرین کے ساتھ عورتیں تھیں ان کو زیادہ تکلیف ہوئی۔ کیونکہ کوئی پردہ کا مکان انکے لئے نہ تھا۔ سرایا مسجدونمیں مرد و زن کو اکٹھا رکھا گیا اور پردہ نشین مستورات کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔

(۹) محمود طرزی نے مہاجرین سے کہا کہ سب واپس چلے جاؤ۔ مہاجرین نے کہا کہ ہمکو اسی لئے بلایا تھا۔ اس کے جواب میں طرزی صاحب نے فرمایا۔ یہ ہماری حکمت عملی تھی۔ ہمنے ہجرت کرنیوالونکا خیر مقدم صرف اسلئے کیا تھا۔ کہ حکومت برطانیہ اس دباؤ میں آکر ہماری شرائط منظور کرلے۔ اب چونکہ ہمارا حکومت ہند سے سمجھوتہ ہو گیا۔ اسلئے تمکو نکالتے ہیں۔ اور ایسی بہت سے وجوہ بیان کئے جاتے ہیں۔ جنکے سننے باوجودیکہ اعتبار نہیں ہوتا۔ دلکو صدمہ ضرور پہنچتا ہے۔ اس لئے مدیر صاحبان جرائد امان افغان و اتحاد مشرقی کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم واپس آکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروقی خضاب

اس خضاب کا ٹریڈ مارک (نشان) منارۃ المسیح رکھا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ اس نشان کی برکت سے ہمارا خضاب مینار بلند پر پہنچ گیا۔ اور ہر روز اس کی تعریف کے خطوط سرٹیفکیٹ کے طور پر آنے لگے۔ جنکو ہم رفتہ رفتہ ناظرین فاروق کیلئے شایع کرتے رہینگے آج ہم ایک غیر احمدی خریدار کا خط شایع کرتے ہیں اخبار ہمدم میں ہمارے خضاب کا اشتہار پڑھکر ایک شخص نے مندرجہ ذیل کارڈ ہمیں لکھا۔

جناب من تسلیم مجھے پندرہ سال کے تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ جسقدر خضاب ہیں وہ سب بیکار ہیں۔ اور ناممکن ہے کہ بلا عیب کے کوئی خضاب ہو۔ آپ خواہ مخواہ اپنی سچائی کو تاویلات سے کام میں لاتے ہیں۔ اور گنہگار مواخذہ دار خدا و رسول کے ہوتے ہیں۔ اگر دنیا بھر کے اصحاب خضاب کے معاملہ میں حلف اٹھائیں ہرگز باور کرنیکے قابل نہیں ہیں کیونکہ ہر شخص تجارت میں سبز باغ دکھا کر لوٹتا ہے چونکہ ہمارے دو ایک اصحاب آپکے خضاب کو آزمائشاً منگانا چاہتے ہیں لہٰذا ایک شیشی خضاب فاروقی کی حسب ذیل پتہ سے وی۔ پی بھیجدیجئے۔ سید ضامن علی رجسٹرار قانونگو تحصیل بھرتنہ ضلع اٹاوہ۔ ۲۰ اگست کو ایک شیشی خضاب بھیجا گیا جس کے استعمال کے بعد ۲۳ اگست ۱۹۲۰ء کو مندرجہ ذیل کارڈ انکا آیا۔ جو ہماری صداقت اور خضاب کی عمدگی کیلئے قابل قدر سرٹیفکیٹ ہے۔ کیونکہ ایک ایسے تجربہ کار شخص نے جو پندرہ سال کے تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچا تھا۔ کہ جسقدر خضاب ہیں وہ سب بیکار ہیں۔ ہمارے خضاب کو اپنے پندرہ سالہ تجربہ کے خلاف کارآمد پایا نیز جس شخص کا یہ یقین تھا۔ کہ اگر دنیا بھر کے اصحاب خضاب کے معاملہ میں حلف اٹھائیں۔ ہرگز باور کرنیکے قابل نہیں ہیں۔ وہ شخص اپنے یقین کے خلاف ہمارے خضاب کے معاملہ میں بلا حلف ہی صداقت کی گواہی دیتا ہے نہ صرف گواہی دیتا ہے بلکہ ہمارے خضاب کی اشاعت میں کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ انکا دوسرا کارڈ یہ ہے۔ جناب من تسلیم۔ ایک شیشی خضاب فاروقی حسب ذیل پتہ سے بھیجدیجئے۔ آپکے خضاب کی الفت کر رہا ہوں۔ دو شیشیاں پہلی بھرت ضلع اٹاوہ بھیجی گئی

مجرب دوائیں طلب فرمائیں!

(۱) شربت فولاد جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں ۳؍

(۲) شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے۔ اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت با فراغت روزانہ ہو جاتی ہے کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ فی بوتل کلاں ۳؍

(۳) چٹنی نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر عہ

(۴) بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۴ر

(۵) حب قبض کشا۔ ہر قسم کی قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴ر

(۶) علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کر دیں۔ تو انشاء اللہ اوس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے اونکے گھر اولاد ہوگی۔ مفصل حالات لکھکر بھیجدیں۔ اونکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پاکر ارشاد کیا ہے۔ کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجت مند احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں۔ جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے۔ ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ حکیم نور احمد احمدی ایبٹہ کوہاٹیہ
اکولا برار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپکے خلیفہ اول حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحبؓ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور رست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر والحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شایع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مصدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اولؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا رہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت حکیم الامۃ نے اسکے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال سبلاح اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیابند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ عہ اصلی ممیرا کی قیمت فی تولہ عہ یہ سرمہ جنکی آنکھیں دکھتی ہوں انکے لئے بہت مفید ہے۔ اور مجرب اور مقوی البصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق۔ شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بواسیر و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود بہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت قسم اول فی تولہ عہ

المشتہر احمد نور کابلی تاجر جلد قادیان۔ پنجاب